

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۹

﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۱۲۳﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ ۖ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۲۴﴾ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۵﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَارِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۶﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۷﴾﴾

سورۃ البقرۃ کے ابتدائی اٹھارہ رکوعوں میں روئے سخن مجموعی طور پر سابقہ امت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل کی جانب ہے۔ ابتدائی چار رکوع اگرچہ عمومی نوعیت کے حامل ہیں، لیکن ان میں بھی یہودی طرف روئے سخن کے اشارے موجود ہیں۔ چوتھے رکوع کے آغاز سے پندرہویں رکوع کی ابتدائی دو آیات تک ان دس رکوعوں میں ساری گفتگو صراحت کے ساتھ بنی اسرائیل

سُورَةُ الْبَقَرَةِ

آیات ۱۲۲ تا ۱۲۹

﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۲۲﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّٰى ۖ وَعَهَدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿۱۲۳﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ ۖ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۲۴﴾ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۵﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۖ وَارِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۶﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲۷﴾﴾

سورۃ البقرۃ کے ابتدائی اٹھارہ رکوعوں میں روئے سخن مجموعی طور پر سابقہ امت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل کی جانب ہے۔ ابتدائی چار رکوع اگرچہ عمومی نوعیت کے حامل ہیں لیکن ان میں بھی یہودی طرف روئے سخن کے اشارے موجود ہیں۔ چوتھے رکوع کے آغاز سے پندرہویں رکوع کی ابتدائی دو آیات تک ان دس رکوعوں میں ساری گفتگو صراحت کے ساتھ بنی اسرائیل

ہی سے ہے، اَللّٰہ یہ کہ ایک جگہ اہل ایمان سے خطاب کیا گیا اور کچھ مشرکین مکہ کا بھی تعریف کے اسلوب میں تذکرہ ہو گیا۔

اس کے بعد اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔ حضرت ابراہیم کی نسل سے بنی اسماعیل اور بنی اسرائیل دو شاخیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ سے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے جو بڑے تھے جبکہ دوسری بیوی حضرت سارہ سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام تھے جن کا لقب اسرائیل تھا۔ ان کے بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ حضرت اسماعیل کو حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ کے پاس وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تھا، جن سے ایک نسل بنی اسماعیل چلی۔ حضرت ابراہیم کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کو تولد ہوا، لیکن اُس کے بعد تقریباً تین ہزار سال کا فصل ہے کہ اس شاخ میں کوئی نبوت نہیں آئی۔ نبوت کا سلسلہ دوسری شاخ میں چلا۔ حضرت اسحاق کے بیٹے حضرت یعقوب اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سب نبی تھے۔ پھر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام تک چودہ سو برس مسلسل ایسے ہیں کہ بنی اسرائیل میں نبوت کا تار ٹوٹا ہی نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ایک تیسری شاخ بنی قطورہ بھی تھی۔ یہ آپ کی تیسری اہلیہ قطورہ سے تھی۔ ان ہی میں سے بنی مدین (یا بنی مدیان) تھے، جن میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی۔ اس طرح حضرت شعیب بھی حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ہیں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد بنی اسماعیل میں نبوت کا سلسلہ منقطع رہا۔ یہاں تک کہ تقریباً تین ہزار سال بعد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ آپ کی بعثت کے بعد امامت الناس سابقہ امت مسلمہ (بنی اسرائیل) سے موجودہ امت مسلمہ (امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو منتقل ہو گئی۔ اس انتقال امامت کے وقت بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے ان کے اور بنی اسماعیل کے مابین قدر مشترک کا تذکرہ کیا جا رہا ہے تاکہ ان کے لیے بات کا سمجھنا آسان ہو جائے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تمہارے جد امجد بھی ابراہیم علیہ السلام ہی تھے اور یہ دوسری نسل بھی ابراہیم علیہ السلام ہی کی ہے۔ اس حوالے سے یہ سمجھ لیا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اب اسے اہل توحید کا مرکز بنایا جا رہا ہے چنانچہ پندرہویں رکوع سے اٹھارہویں رکوع تک یہ ساری گفتگو جو ہو رہی ہے اس کا اصل مضمون

﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ﴾ ”اور ذرا یاد کرو جب ابراہیمؑ کو آزمایا اُس کے رب نے بہت سی باتوں میں تو اس نے ان سب کو پورا کر دکھایا۔“

”عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی“ کے عنوان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت پر میرا ایک کتابچہ ہے جو میری ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل ہے۔ تحریر کا عنوان ہے: ”حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح“۔ اپنی یہ تحریر مجھے بہت پسند ہے۔ اس میں میں نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحانات اور آزمائشوں کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے طویل سفر حیات کا خلاصہ اور لب لباب ہی ”امتحان و آزمائش“ ہے جس کے لیے قرآن کی اصطلاح ”ابتلاء“ ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ان کی پوری داستانِ ابتلاء کو چند الفاظ میں سمودیا گیا ہے اور ”فَأَتَمَّهُنَّ“ کا لفظ ان تمام امتحانات کا نتیجہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ ان سب میں پورا اترے ان سب میں پاس ہو گئے ہر امتحان میں نمایاں حیثیت سے کامیابی حاصل کی۔

﴿قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ﴾ ”تب فرمایا: (اے ابراہیمؑ!) اب میں تمہیں نوع انسانی کا امام بنانے والا ہوں!“

﴿قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ﴾ ”انہوں نے کہا: اور میری اولاد میں سے بھی!“

یعنی میری نسل کے بارے میں بھی یہ وعدہ ہے یا نہیں؟

﴿قَالَ لَا يَنْأَلُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۖ﴾ ”فرمایا: میرا یہ عہد ظالموں سے متعلق نہیں ہوگا۔“

یعنی تمہاری نسل میں سے جو صاحبِ ایمان ہوں گے نیک ہوں گے سیدھے راستے پر چلیں گے اُن سے متعلق ہمارا یہ وعدہ ہے۔ لیکن یہ عہد نسلیت کی بنیاد پر نہیں ہے کہ جو بھی تمہاری نسل سے ہو وہ اس کا مصداق بن جائے۔

آیت ۱۲۵ ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ ”اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر (بیت اللہ) کو قرار دے دیا لوگوں کے لیے اجتماع (اور زیارت) کی جگہ اور اُسے امن کا گھر قرار دے دیا۔“

﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ ”اور (ہم نے حکم دیا کہ) مقامِ ابراہیمؑ

کو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔“

دورِ جدید کے بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ مقامِ ابراہیم سے مراد کوئی خاص پتھر نہیں ہے بلکہ اصل میں وہ پوری جگہ ہی ”مقامِ ابراہیم“ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام آباد ہوئے تھے۔ لیکن صحیح بات وہی ہے جو ہمارے سلف سے چلی آرہی ہے اور اس کے بارے میں پختہ روایات ہیں کہ جس طرح حجرِ اسود جنت سے آیا تھا ایسے ہی یہ بھی ایک پتھر تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جنت سے لایا گیا تھا۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے دوران آپ اس پر کھڑے ہوتے تھے اور جیسے جیسے تعمیرِ اود پر جا رہی تھی اُس کے لیے یہ پتھر خود بخود اُنچا ہوتا جاتا تھا۔ اس پتھر پر آپ کے قدموں کا نشان ہے۔ یہی پتھر ”مقامِ ابراہیم“ ہے جو اب بھی محفوظ ہے۔ بیت اللہ کا طواف مکمل کر کے اس کے قریب دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے۔

﴿وَعَهْدُنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهَرًا بَنِيَّ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ﴾

”اور ہم نے حکم کیا تھا ابراہیم اور اسماعیل کو کہ تم دونوں میرے اس گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔“

اس سے دونوں طرح کی تطہیر مراد ہے۔ ظاہری صفائی بھی ہو گندی نہ ہوتا کہ زائرین آئیں تو ان کے دلوں میں کدورت پیدا نہ ہو انہیں کوفت نہ ہو۔ اور تطہیرِ باطنی کا بھی اہتمام ہو کہ وہاں تو حید کا چرچا ہو کسی طرح کا کوئی کفر و شرک در نہ آنے پائے۔

آیت ۱۲۶ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا﴾ ”اور یاد کرو جبکہ ابراہیم

نے دعا کی تھی: اے میرے پروردگار! اس گھر کو امن کی جگہ بنا دے“

﴿وَأَرْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ ”اور

یہاں آباد ہونے والوں (یعنی بنی اسماعیل) کو پھلوں کا رزق عطا کر جو کوئی ان میں سے

ایمان لائے اللہ پر اور یومِ آخر پر۔“

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود ہی احتیاط برتی اور اپنی ساری اولاد کے لیے یہ دعا نہیں کی بلکہ صرف ان کے لیے جو اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان رکھتے ہوں۔ اس لیے کہ پہلی دعا میں ”وَمَنْ ذُرِّيَّتِي“ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا ﴿لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ لیکن یہاں معاملہ مختلف نظر آتا ہے۔

﴿قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا﴾ ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور (تمہاری اولاد میں سے) جو کفر کرے گا تو اُس کو بھی میں دُنیا کی چند روزہ زندگی کا ساز و سامان تو دوں گا“
 جو لوگ ایمان سے محروم ہوں گے انہیں میں امامت میں شامل نہیں کر سکتا، لیکن بہر حال دُنوی زندگی کا مال و متاع تو میں اُن کو بھی دوں گا۔
 ﴿ثُمَّ أَصْطَكُرُهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ﴾ ”پھر اُسے کشاں کشاں لے آؤں گا جہنم کے عذاب کی طرف۔“

﴿وَبَنَسَ الْمَصِيرُ﴾ ”اور وہ بہت بری جگہ ہے لوٹنے کی۔“
آیت ۱۷۷ ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ﴾ ”اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہمارے گھر کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے۔“

باپ بیٹا دونوں بیت اللہ کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ یہاں لفظ ”قَوَاعِدَ“ جو آیا ہے اسے نوٹ کیجیے یہ کاعادہ کی جمع ہے اور بنیادوں کو کہا جاتا ہے۔ اس لفظ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ کے اصل معمار اور بانی نہیں ہیں۔ کعبہ سب سے پہلے حضرت آدمؑ نے تعمیر کیا تھا۔ سورۃ آل عمران (آیت ۹۶) میں الفاظ آئے ہیں: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ﴾ ”بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا یہی ہے جو مکہ میں ہے۔“ اب یہ کیسے ممکن تھا کہ حضرت آدمؑ کے زمانے سے لے کر حضرت ابراہیمؑ تک کم و بیش چار ہزار برس کے دوران روئے ارضی پر کوئی مسجد تعمیر نہ ہوئی ہو؟ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے تعمیر کیا گیا سب سے پہلا گھر یہی کعبہ تھا۔ امتداد زمانہ سے اس کی صرف بنیادیں باقی رہ گئی تھیں اور چونکہ یہ وادی میں واقع تھا جو سیلاب کا راستہ تھا، لہذا سیلاب کی وجہ سے اس کی سب دیواریں بہہ گئی تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے ان بنیادوں کو پھر سے اٹھایا۔ سورۃ الحج میں یہ مضمون تفصیل سے آیا ہے۔

جب وہ ان بنیادوں کو اٹھا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے:
 ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا﴾ ”اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے۔“
 ہماری اس کوشش اور ہماری اس محنت و مشقت کو قبول فرما! جس وقت حضرت ابراہیمؑ بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے اُس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر لگ بھگ تیرہ برس تھی آپ اس کام میں اپنے والد محترم کا ہاتھ بٹا رہے تھے۔

﴿إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ”یقیناً تو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔“
﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ﴾ ”اور اے ہمارے رب! ہمیں اپنا مطیع

آیت ۱۲۸

فرمان بنائے رکھ۔“

نوٹ کیجیے یہ دعا ابراہیم علیہ السلام کر رہے ہیں۔ تو میں اور آپ اگر اپنے بارے میں مطمئن ہو جائیں کہ میری موت لازماً حق پر ہوگی اسلام پر ہوگی تو یہ بہت بڑا دھوکہ ہے۔ چنانچہ ڈرتے رہنا چاہیے اور اللہ کی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔

﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ﴾ ”اور ہم دونوں کی نسل سے ایک امت

اٹھائیو جو تیری فرماں بردار ہو۔“

﴿وَأَدْنَاهَا مَنَاسِكًا﴾ ”اور ہمیں حج کرنے کے قاعدے بتلا دے“

اے پروردگار! تیرا یہ کھڑ تو ہم نے بنا دیا اب اس کی زیارت سے متعلق جو رسومات ہیں جو مناسک حج ہیں وہ ہمیں سکھا دے۔

﴿وَبُئِىَ عَلَيْنَا﴾ ”اور ہم پر اپنی توجہ فرما۔“ ہم پر اپنی شفقت کی نظر فرما۔

﴿إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ ”یقیناً تو ہی ہے بہت ہی زیادہ توبہ کا قبول

فرمانے والا (اور شفقت کے ساتھ رجوع کرنے والا) اور رحم فرمانے والا۔“

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ﴾ ”اور اے ہمارے پروردگار! ان

آیت ۱۲۹

لوگوں میں اٹھائیو ایک رسول خود انہی میں سے“

فِيهِمْ سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نسل یعنی بنی اسماعیل مراد ہے۔ وہ دونوں دعا کر رہے تھے کہ پروردگار! ہماری اس نسل میں ایک رسول مبعوث فرمانا جو انہی میں سے ہو باہر کا نہ ہو تاکہ ان کے اور اس کے درمیان مغائرت اور اجنبیت کا کوئی پردہ حائل نہ ہو۔

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ﴾ ”جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے“

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ ”اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے“

کتاب کا صرف پڑھ کر سنا دینا تو بہت آسان کام ہے۔ اس کے بعد کتاب اور اس میں

موجود حکمت کی تعلیم دینا اور اسے دلوں میں بٹھانا اہم تر ہے۔

﴿وَيُزَكِّيهِمْ﴾ ”اور ان کو پاک کرے۔“

اُن کا تزکیہ کرے اور اُن کے دلوں میں تیری محبت اور آخرت کی طلب کے سوا کوئی طلب باقی نہ رہنے دے۔

﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ ”یقیناً تو ہی ہے زبردست اور کمالِ حکمت والا۔“

آیات ۱۳۰ تا ۱۴۱

﴿وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدْ صٰطَفٰنٰهُ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لِمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهٗ اَسْلِمْ ؕ قَالَ اَسَلَّمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ وَوَصٰى بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِيهٖ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شٰهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يٰعْقُوْبُ الْمَوْتَ ؕ اِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىؕ قَالُوْا نَعْبُدُ الْهٰكِ وَالْهٖ اَبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ الْهٖا وَاَحَدَآءَ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ؕ يٰلَكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ؕ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؕ قُولُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِىَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَبِّهٖمْ ؕ لَا نَفْرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ؕ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ ؕ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اٰمَنَّا وَمَا اَنْتُمْ بِتَوَلّٰوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِى شِقَاقٍ ؕ فَسَيَكْفِيْكُمْ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ ؕ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ؕ وَنَحْنُ لَهُ عٰبِدُوْنَ ؕ قُلْ اَتَحَاجُّوْنَآ فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ وَلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُوْنَ ؕ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۚ قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمَ اللَّهُ
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
تَعْمَلُونَ ﴿١٣٠﴾ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ
وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٣١﴾

آیت ۱۳۰ ﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ﴾ ”اور کون ہوگا جو ابراہیمؑ کے طریقے سے منہ موڑے؟“

رغبت کا لفظ عربی زبان میں دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ ”رَغِبَ إِلَى“ کا مفہوم ہے کسی شے کی طرف رغبت ہونا، محبت ہونا، میلان ہونا، جبکہ ”رَغِبَ عَنْ“ کا مطلب ہے کسی شے سے متنفر ہونا، کسی شے سے اباء کرنا، اس کو چھوڑ دینا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: ((لَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) (۱) ”پس جسے میری سنت ناپسند ہو تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهَتِهِمْ تِلْكَ لَمَّا قَسُوا﴾ ”سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو حماقت ہی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہو!“

اس کے سوا اور کون ہوگا جو ابراہیمؑ کے طریقے سے منہ موڑے؟

﴿وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا﴾ ”اور ہم نے تو انہیں دنیا میں بھی منتخب کر لیا تھا۔“
﴿وَأَنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ ”اور یقیناً آخرت میں بھی وہ ہمارے صالح بندوں میں سے ہوں گے۔“

آیت ۱۳۱ ﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ﴾ ”اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ“ ”جب بھی کہا اُس سے اُس کے پروردگار نے کہ مطیع فرمان ہو جا تو اُس نے کہا میں مطیع فرمان ہوں تمام جہانوں کے پروردگار کا۔“

یہاں تک کہ اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم آیا تو اس پر بھی سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے سلسلہ امتحانات کا آخری امتحان تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کا سو برس کی عمر میں لیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ مانگ کر ستاسی برس کی عمر میں بیٹا (اسماعیلؑ) لیا تھا اور اب وہ تیرہ

(۱) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح۔ وصحیح مسلم، کتاب

النکاح، باب استحباب النکاح.....

برس کا ہو چکا تھا، باپ کا دست و بازو بن گیا تھا۔ اُس وقت اسے ذبح کرنے کا حکم ہوا تو آپ فوراً تیار ہو گئے۔ یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ جب بھی ہم نے ابراہیمؑ سے کہا کہ ہمارا حکم مانو تو اُسے حکم برداری کے لیے سراپا تیار پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس طرز عمل کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۳۲ ﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبُ﴾ ”اور اسی کی وصیت کی تھی ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوبؑ نے بھی۔“
آگے وہ نصیحت بیان ہو رہی ہے:

﴿يٰٓبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمْ الدِّيْنَ﴾ ”اے میرے بیٹو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند فرمایا ہے“

﴿فَلَا تَمُوْنُ الْاِلٰهَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ”پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان!“
دیکھنا ہمیں موت نہ آنے پائے، مگر فرماں برداری کی حالت میں! یہی بات سورہ آل عمران میں مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمائی گئی: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْنُ الْاِلٰهَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے، مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔ اور فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آیت ۱۹) ”یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔“ مزید فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهٗ﴾ (آیت ۸۵) ”اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے تو اس سے وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔“

آیت ۱۳۳ ﴿اَم كُنْتُمْ شٰهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ﴾ ”کیا تم اُس وقت موجود تھے جب آدمکی یعقوبؑ پر موت“

یعنی جب یعقوبؑ کی موت کا وقت آیا۔ اُس وقت حضرت یعقوبؑ اور ان کے سب بیٹے حضرت یوسفؑ کے ذریعے مصر میں پہنچ چکے تھے۔ یہ سارا واقعہ سورہ یوسف میں بیان ہوا ہے۔ حضرت یعقوبؑ کا انتقال مصر میں ہوا۔ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے انہوں نے اپنے بارہ کے بارہ بیٹوں کو جمع کیا۔

﴿اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ﴾ ”جب کہا اپنے بیٹوں سے کہ تم کس

کی عبادت کرو گے میرے بعد؟“

کس کی پوجا کرو گے؟ کس کی پرستش کرو گے؟ یہ بات نہیں تھی کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ انہیں کس کی عبادت کرنی ہے بلکہ آپ نے قول و قرار کو مزید پختہ کرنے کے لیے یہ انداز اختیار فرمایا۔

﴿قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَاللَّهُ ابْنُكَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمُعِيلَ وَاسْمُحِقَ﴾ ”انہوں نے کہا ہم بندگی کریں گے آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی“

﴿إِلَٰهًا وَاحِدًا﴾ ”وہی ایک معبود ہے“

﴿وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ ”اور ہم سب اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔“

ہم اسی کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور اُسی کی فرماں برداری کا اقرار کرتے ہیں۔

آیت ۱۳۴ ﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ﴾ ”یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی۔“

یہ آیت اس رکوع میں دوسرے آئی ہے۔ یہ انسانوں کا ایک گروہ تھا جو گزر گیا مبراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد سب گزر چکے۔

﴿لَهُمَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ﴾ ”اُن کے لیے تھا جو انہوں نے کمایا اور

تمہارے لیے ہوگا جو تم کماؤ گے۔“

یہاں ”پدرم سلطان بود“ کا دعویٰ کوئی مقام نہیں رکھتا۔ ہر شخص کے لیے اپنا ایمان اپنا عمل اور اپنی کمائی ہی کام آئے گی۔

﴿وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ”تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ

کیا کرتے تھے۔“ تم سے تو یہی پوچھا جائے گا کہ تم کیا کر کے لائے ہو؟ تمہارا باپ سلطان ہو گا، لیکن تم اپنی بات کرو کہ تم کیا ہو؟

اس پس منظر میں اب یہودی خباثت کو نمایاں کیا جا رہا ہے کہ ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی وصیت تو یہ تھی مگر اس وقت کے یہود و نصاریٰ کا کیا رویہ ہے۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے خلاف متحدہ محاذ بنا رکھا ہے۔

آیت ۱۳۵ ﴿وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى تَهْتَدُوا﴾ ”اور وہ کہتے ہیں یا تو

یہودی ہو جاؤ یا نصرانی تو ہدایت پر ہو جاؤ گے۔“

﴿قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا﴾ ”کہہ دیجیے نہیں بلکہ ہم تو پیروی کریں گے

ابراہیم کے طریقے کی بالکل یکسو ہو کر۔“

مِلَّةً سے قبل فعل تَبِعَ محذوف ہے۔ گویا: ”بَلْ تَبِعَ مِلَّةَ اِبْرٰہِیْمَ“۔

﴿وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ ”اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔“

اب مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ کہتے ہیں اس کے جواب میں تم یہ کہو:

آیت ۱۳۱ ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ﴾ ”کہو ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر“

﴿وَمَا اَنْزَلَ اِلَیْنَا﴾ ”اور جو کچھ نازل کیا گیا ہماری جانب“

﴿وَمَا اَنْزَلَ اِلَی اِبْرٰہِیْمَ وَاسْمٰعِیْلَ وَاسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ﴾ ”اور جو

کچھ نازل کیا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف“

﴿وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی﴾ ”اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو“

﴿وَمَا اُوْتِیَ النَّبِیُّنَ مِنْ رَّبِّہُمْ﴾ ”اور جو کچھ دیا گیا تمام نبیوں کو ان کے رب

کی طرف سے۔“

﴿لَا تُفَرِّقْ بَیْنَ اَحَدٍ مِنْہُمْ﴾ ”ہم اُن میں سے کسی کے مابین تفریق نہیں کرتے۔“

ہم سب کو مانتے ہیں کسی کا انکار نہیں کرتے۔ ایک بات سمجھ لیجیے کہ ایک ہے ”تفضیل“

یعنی کسی ایک کو دوسرے سے زیادہ افضل سمجھنا یہ اور بات ہے اس کی نفی نہیں ہے۔ سورۃ البقرۃ

ہی میں الفاظ آئے ہیں: ﴿تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ (آیت ۲۵۳) ”یہ

سب رسول فضیلت دی ہم نے بعض کو بعض پر“۔ جبکہ تفریق یہ ہے کہ ایک کو مانا جائے اور ایک

کا انکار کر دیا جائے۔ اور رسولوں میں سے کسی ایک کا انکار گویا سب کا انکار ہے۔

﴿وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ ”اور ہم اُسی کے مطیع فرمان ہیں۔“

ہم نے تو اُسی کی فرماں برداری کا قلابہ اپنی گردن میں ڈال لیا ہے۔

آیت ۱۳۲ ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِہٖ﴾ ”پھر (اے مسلمانو!) اگر وہ (یہود و

نصاری) بھی اُسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح تم ایمان لائے ہو“

یعنی وہ ضد اور ہٹ دھرمی کی روش ترک کر دیں اور ٹھیک ٹھیک دینی دین اور دینی راستہ

اختیار کریں جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے تمہیں دیا گیا ہے۔

﴿فَقَدْ اهْتَدَوْا﴾ ”تب وہ ہدایت پر ہوں گے۔“

﴿وَأَنْ تَوَلُّوْا﴾ ”اور اگر وہ پیٹھ موڑ لیں“

﴿فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ﴾ ”تو پھر وہی ہیں ضد پر۔“

اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہٹ دھرمی اور ضد میں مبتلا ہو چکے ہیں اور دشمنی اور مخالفت پراڑے ہوئے ہیں۔

﴿فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ﴾ ”(اے نبی ﷺ!) آپ کے لیے ان کے مقابلے میں اللہ کافی ہے۔“

آپ فکر نہ کریں، آپ مہانت (compromise) کی کسی دعوت کی طرف توجہ ہی نہ کریں، کچھ دو کچھ لو کا معاملہ آپ بالکل بھی نہ سوچیں۔ آپ ان کی مخالفتوں سے مرعوب نہ ہوں اور ان کی دھمکیوں کا کوئی اثر نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حمایت کے لیے ان سب کے مقابلے میں کافی رہے گا۔

﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ ”اور وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔“

ایسا نہیں ہے کہ اُسے معلوم نہ ہو کہ آپ اُس وقت کن حالات میں ہیں، کیسی مشکلات میں ہیں، کس طرح کی نازک صورت حال ہے جو دن بدن شکل بدل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے حالات میں آپ کا محافظ اور مددگار ہے۔

[حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت قرآن حکیم کے جس نسخے پر تلاوت فرما رہے تھے اُس میں ان الفاظ پر خون کا دھبہ آج بھی موجود ہے۔ باغیوں نے آپ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کیا تھا۔ آپ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو بچانا چاہا تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور خون ان الفاظ پر پڑا۔]

آیت ۱۳۸ ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ﴾ ”ہم نے تو اختیار کر لیا ہے اللہ کے رنگ کو۔“

”مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ“ کی طرح ”صِبْغَةَ اللّٰهِ“ میں بھی مضاف کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ مرکب اضافی مفعول ہے اور اس کا فعل محذوف ہے۔

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ ”اور اللہ کے رنگ سے بہتر اور کس کا رنگ ہوگا؟“

﴿وَنَحْنُ لَهُ عٰبِدُوْنَ﴾ ”اور ہم تو بس اُسی کی بندگی کرنے والے لوگ ہیں۔“

آیت ۱۳۹ ﴿قُلْ اَتَحٰجُّوْنَآ فِی اللّٰهِ﴾ ”(اے نبی ﷺ!) ان سے) کہیے کیا تم ہم سے جھگڑ رہے ہو (دلیل بازی کر رہے ہو) اللہ کے بارے میں؟“

﴿وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ﴾ ”حالانکہ وہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔“
 رب بھی ایک ہے اور اس کا دین بھی ایک ہے ہاں شریعتوں میں فرق ضرور ہوا ہے۔
 ﴿وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ﴾ ”اور ہمارے لیے ہوں گے ہمارے عمل اور
 تمہارے لیے ہوں گے تمہارے عمل۔“

﴿وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ﴾ ”اور ہم تو خالص اسی کے ہیں۔“ ہم اُس کے لیے
 اپنے آپ کو اور اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔

یہاں پے در پے آنے والے تین الفاظ کو نوٹ کیجیے۔ یہ مقام میرے اور آپ کے لیے
 لمحہ فکریہ ہے۔ آیت ۱۳۶ ان الفاظ پر ختم ہوئی تھی: ﴿وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ ”ہم اُسی کے
 سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔“ ان میں تو ہم بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد آیت ۱۳۸ کے اختتام
 پر یہ الفاظ آئے: ﴿وَنَحْنُ لَهُ عَبِيدُونَ﴾ ”اور ہم اس ہی کی بندگی کرتے ہیں۔“ صرف
 اس سے آگے یہ بات آئی: ﴿وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ﴾ ”یہ عبادت اگر اخلاص کے ساتھ نہیں ہے تو
 منافقت ہے۔ اس عبادت سے کوئی دنیوی منفعت پیش نظر نہ ہو۔“ سوداگری نہیں یہ عبادت
 خدا کی ہے! ”دین کو دنیا بنانے اور دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے سے بڑھ کر گری ہوئی حرکت اور
 کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ

تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ)) (مسند احمد)

”جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی اس نے شرک کیا“ جس نے دکھاوے کے
 لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لیے صدقہ و خیرات کیا اس
 نے شرک کیا۔“

ان تینوں الفاظ کو حریز جان بنا لیجیے: نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ، نَحْنُ لَهُ عَبِيدُونَ، نَحْنُ لَهُ
 مُخْلِصُونَ — اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ! اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اجْعَلْنَا مِنْهُمْ!

آیت ۱۴۰ ﴿أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا
 هُودًا أَوْ نَصَارَى﴾ ”کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، اور یعقوب اور
 ان کی اولاد سب یہودی تھے یا نصرانی تھے؟“